اُم کلثوم

مکمل ناول

اسیرِ وفا

آدم خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی لینڈ کروزر ڈرائیو کر رہا تھا جیسے سائیڈ والی سیٹ خالی ہو وہاں کوئی وجود ہی نہ ہو' آنسوؤں کے ساتھ ناک کی شوں شوں کی آواز تھوڑی دیر میں خاموشی کو توڑتی تو سامنے ٹشو بکس

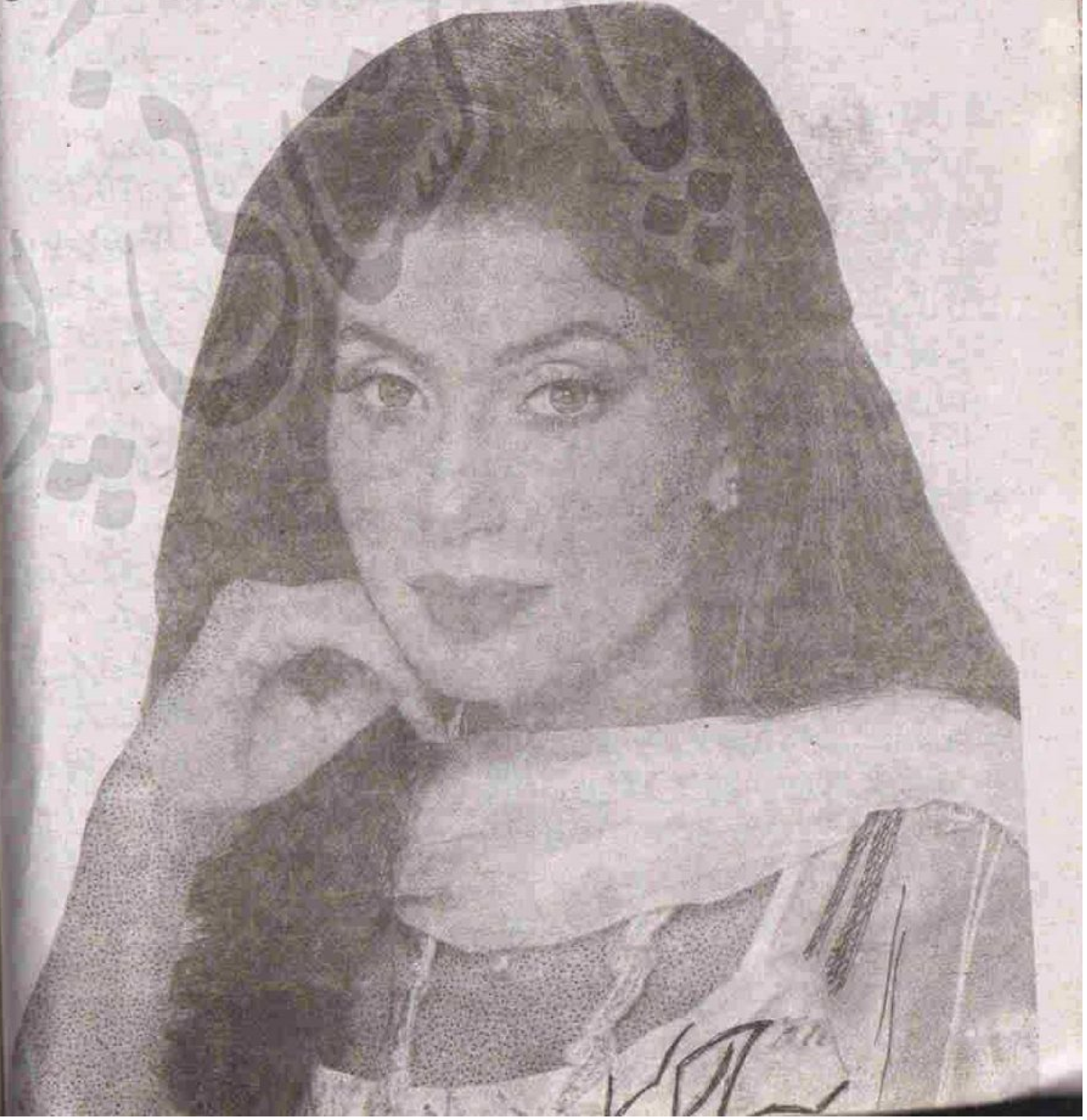

سے ایک ساتھ بہت سارے ٹشو نکال کر مہری (مہر النساء) کی گود میں پھینکے تھے۔ مہری کی شوں شوں جاری تھی' روتے روتے باہر دیکھا تھا کوئی سائیٹ ایریا تھا آبادی سے دور' ایک آدھ بنگلے بنے ہوئے تھے' گاڑی بہت بڑے گیٹ پر آ کر رکی' ہارن پر دروازہ کھلا تھا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ مہری (مہر النساء) گاڑی سے اتری جہاں آدم گیا تھا اپنی ڈیشنگ اور رعب دار پرسنیلٹی کے ساتھ مہری بھی اسی دروازے پر آئی اور اندر داخل ہوئی۔ ایک بہت پیارا سا بچہ چار ساڑھے چار سال کا ٹی وی دیکھ رہا تھا' ایک عورت پاس ہی زمین پر بیٹھی تھی' مہری خاموشی سے جہاں وہ بچہ براجمان تھا اسی صوفے پر جا کر بیٹھی تھی۔

"آج پاپا نے کہا تھا کہ ماما آئیں گی' آپ میری ماما ہیں؟" سوالیہ انداز تھا' بچہ انتہائی گورا اور خوبصورت تھا' ذہین آنکھیں بالکل آدم کی طرح' دل کو کچھ ہوا تھا' آدم نے اس کے ساتھ بے وفائی کی تھی۔

"دیکھو اماں! میری ماما آ گئیں ہیں"۔ مہری کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے اور ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا اس معصوم بچے کو کیا جواب دے' ہاں کہے مگر کس دل سے کہے۔ مہری کے دل میں آیا

CamScanner

کہ بچے کو جھڑک دے، وہ اتنی سخت دل نہ تھی، ظلم تو اس کے باپ نے کیا تھا اس میں بچے کا کیا قصور، مہری کا دل چاہا کہ کہے کہ نہیں میں تمہاری ماں نہیں ہوں، تمہارا باپ زبردستی ماں بنا رہا ہے، شاید وہ واحد شخص تھا جو کہ شادی سے پہلے ہی محبوبہ پلس منکوحہ کو ماں کے رُتبے پر فائز کر رہا تھا۔

"کاش...... آدم اگر میرا نکاح تمہارے ساتھ نہ ہوا ہوتا تو تم مجھے صرف خوابوں میں ہی دیکھتے لیکن شاید اسی چیز کا تم نے بے دردی سے فائدہ اٹھایا ہے"۔ وہ خیالوں میں اس سے مخاطب تھی۔

شام ہو گئی تھی بچہ چھوٹے چھوٹے سوالات کرتا رہا اور وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی رہی، اماں نے کھانے کا کہا تھا مہری نے انکار کر دیا۔ صرف ایک سوال مہری نے پوچھا تھا بچے سے۔

"آپ کا کیا نام ہے؟"

"زین......" بچہ سو چکا تھا، مہری زین کے کمرے میں موجود تھی، وہ چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے سو چکا تھا، اب خاموشی میں اسے وحشت ہو رہی تھی، پورے گھر میں فون نظر نہیں آیا تھا، آدم اب تک غائب تھا، رات کافی ہو گئی تھی لیکن مہری کی آنکھوں سے نیند غائب تھی، ذہن گھر والوں کی طرف جا چکا تھا۔

"بابا جان کو تو پتہ ہی ہو گا کہ میں اس وقت کہاں ہوں اور کس کے ساتھ ہوں کیونکہ آدم بابا جان کا بہت بڑا چمچہ جو ہے، باقی گھر میں کوئی پریشان نہیں ہو گا سب کو بتا دیا ہو گا، شاید بی بی جان تھوڑی بہت پریشان ہوئی ہوں لیکن کیا فائدہ آدم کی باتوں میں آ کر وہ بھول جائیں گی"۔ تبھی دروازہ کھلا تھا۔ مہری نے دروازے کی طرف دیکھا آدم اندر داخل ہوا تھا۔ مہری کی طرف سے ہی جھک کر زین کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا، آدم کے جھکنے کی وجہ سے سگریٹ اور کلون کی خوشبو بہت قریب سے محسوس ہوئی تھی، مہری نے فوراً چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔

"یہ کمرہ زین کا ہے، تمہارا کمرہ میرا بیڈ روم ہے، چلو"۔ نہایت اطمینان سے مخاطب ہوا۔

"تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو؟" وہ غصے سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شش...... آہستہ"۔ اپنی انگلی مہری کے ہونٹوں پر رکھی، وہ غصے سے اور اس کے چھونے سے بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔

"زین سو رہا ہے باہر چل کر بات کرتے ہیں"۔ کہتا ہوا کمال اطمینان سے دروازے کی طرف بڑھا، وہ بھی دروازے سے باہر نکلی تھی۔ کمرے میں پہنچ کر دیکھا مہری پیچھے سے غائب تھی، مہری اس کی تقلید میں زین کے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی تھی، کچھ ہی دیر میں آدم سر پر تھا۔

"یہاں پر رات گزارو گی کیا؟" کہتے ہی وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا، ایک ہاتھ میں سگریٹ تھا۔

"دیکھو مہری! رات بہت ہو گئی ہے اور میں بہت صبح کا جاگا ہوا ہوں، کل رات سے سو نہیں پایا، اب نیند سے بے حال ہو رہا ہوں"۔ کہتے ہی مہری کے پیچھے ہاتھ رکھا تھا صوفے پر۔

"تو میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کروں"۔ لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔

"تم کمرے میں چلو تاکہ میں آرام سے سو سکوں"۔

"کیوں آج سے پہلے اکیلے نہیں سوئے، میرے آنے سے ایسا کیا ہو گیا ہے؟" وہ بیزاری سے بولی۔

"اوہو بے وقوف عورت، میں ان معنوں میں بات نہیں کر رہا ہوں نہ یہ کہہ رہا ہوں کہ تم لوری سناؤ میں سو جاؤں گا، ایسا کچھ نہیں ہے، یہاں کی سلائیڈز چھوٹی ہیں، ونڈو بھی نیٹ کی ہیں، باہر میرے بہت سارے ورکرز کام کرتے ہیں، کوئی بھی نہایت اطمینان سے اندر آ سکتا ہے، اب تم اندر چلو گی تو میں بیڈ روم لاک کر کے اطمینان سے سو جاؤں گا"۔ آدم مہری کو ڈرا چکا تھا، اسے معلوم تھا

اس کی ڈرپوک طبیعت کا۔

آدم بیڈ پر نیم دراز تھا، ریموٹ ہاتھ میں تھا، بہت بہادر بنتی مہری صوفے کی طرف بڑھی، آدم ریموٹ رکھ کر دروازہ لاک کر رہا تھا۔

"تمہیں سردی بہت لگتی ہے اس لیے میں نے اے سی نہیں آن کیا لیکن پھر بھی الماری سے کوئی چادر وغیرہ لے لو یہاں کا موسم ٹھنڈا ہے، رات میں اچھی خاصی ٹھنڈ ہوتی ہے"۔ کہتے ہی جہازی سائز بیڈ کی طرف بڑھا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا تھا، واقعی اسے نیند آئی ہوئی تھی۔

"خودسر آدمی"۔ مہری اس کی طرف دیکھ کر بڑبڑائی تھی۔ الماری سے چادر نکالی اور صوفے پر آ کر لیٹ گئی، صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو کمرہ خالی تھا، اول تو رات کو نیند ہی نہیں آ رہی تھی جب آئی تو بہت دیر سے آنکھ کھلی، آدم جا چکا تھا۔

وہ بچپن سے آدم سے منسوب تھی، یہ بابا جان کا فیصلہ تھا، چھوٹے چچا اور چچی کے چلے جانے کے بعد بابا جان اور بی بی جان نے مل کر اسے پیار سے پالا تھا، بی بی جان مہری کی بڑی پھپھو جو جوانی میں بیوہ ہو کر بھائی کے گھر آ گئی تھیں، آدم گھر بھر کا لاڈلا اور اپنے فیصلے خود کرنے والا تھا، اس نے ابا کے ساتھ شروع سے ہی بزنس سنبھالا ہوا تھا۔

بابا جان گھر بھر کے بڑے تھے۔ بابا جان جن کی اولاد میں شامل تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بڑے بیٹے حیات جن کی تین اولادیں تھیں ایک بیٹی اور دو بیٹے، بیٹی مہر النساء جو بھائیوں سے چھوٹی تھی، حیات اور ان کی بیگم حادثے میں چل بسے تھے، عمر اور بلال مہر النساء سے بڑے تھے دونوں باہر سیٹل تھے، مہر النساء کو بابا جان اور بی بی جان نے مل کر پالا تھا۔ بابا جان کے دوسرے بیٹے جہانداد تھے جو حیات سے چھوٹے تھے ان کی ایک ہی اولاد تھی وہ آدم تھا، آدم کی مما علالت کی وجہ سے چل بسی تھیں، آدم کو بی بی جان اور بابا جان نے محبت سے پالا تھا کیونکہ جہانداد زیادہ تر بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر ہی ہوتے تھے، سب سے چھوٹی بیٹی بابا جان کی نازنین تھیں جن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے تھے، سب چھوٹے تھے اسکول اور کالجز میں زیر تعلیم تھے، جب وہ لوگ چھٹیوں میں گھر آتے تو بابا جان کے گھر میں رونق سی لگ جاتی۔ بابا جان نے جب مہر النساء سیکنڈ ایئر میں پہنچی تو عمر اور بلال کو بلا کر اور جہانداد اور نازنین سے مشورہ لے کر آدم کا نکاح مہر النساء سے سادہ سی تقریب میں کروا دیا تھا۔ آدم نکاح کے بعد بھی ویسا ہی تھا جیسے کہ پہلے لیکن مہر النساء کے جذبات بدل گئے تھے، وہ خوابوں اور خیالوں میں رہنے والی لڑکی تھی اور ریزرو طبیعت کی مالک تھی جبکہ آدم ایک دم فرینک بندہ تھا، اسے بابا جان کا یہ فیصلہ دل و جان سے قبول تھا مہر النساء اسے اچھی لگتی تھی۔

عمر نے لڑکی پسند کر لی تھی اور بابا جان اور بی بی جان سے بات کر کے وہیں شادی کر لی تھی، مہر النساء کو بہت اس بات کا قلق تھا کہ بھائی نے شادی باہر کیوں کی، وہ کبھی کبھی اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتی، مہر النساء بی اے میں آ گئی اور آدم بزنس کے سلسلے میں دبئی میں ہوتا تھا تبھی کچھ دنوں پہلے ہی یہ خبر بم کی طرح گری تھی حیات ولا میں کہ آدم نے دبئی میں شادی کر لی ہے، اس بات سے بابا جان اور بی بی جان بہت پریشان تھے لیکن پھر کچھ عرصے بعد جہانداد (آدم کے والد) نے آ کر اس خبر کے سچے ہونے کی تصدیق کر دی تھی، مہر النساء کو آدم کے اس اقدام سے بہت دُکھ پہنچا تھا۔ جب ٹھیک ایک سال بعد آدم گھر آیا تو سب ایسے ملے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اور آدم بھی پہلے جیسا تھا، لیکن مہر النساء بہت خاموش ہو گئی تھی اور اس بات کو نوٹ کیا تھا۔ سب سے پہلے کی طرح مل کر آدم دوبارہ دبئی لوٹ گیا تھا۔

بابا جان اور بی بی جان آج بھی اس کے دم ساز تھے، مہر النساء کے خیال میں بابا جان اس سے خاموشی

سے طلاق لے لیں گے لیکن یہ خام خیالی ہی تھی مہری کی۔ مہرالنساء کے سامنے اس ٹاپک پر بات نہیں ہوئی تھی' کوئی اس سلسلے میں بات نہیں کرتا تھا' یہ خاموشی طویل ہوتی گئی اور چار سال بعد آدم واپس گھر لوٹا تھا' مہرالنساء ماسٹرز کر چکی تھی' بہرحال فون پر سب کا رابطہ ہوتا تھا آدم سے لیکن ان چار سالوں میں اس نے مہری سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی۔

بھی نازنین پھپھو اپنی تمام آل اولاد سمیت آ چکی تھیں۔ حیرانی اس وقت مہرالنساء کو بہت ہوئی جب آدم نے اس سے نارمل طریقے سے پہلے کی طرح حال احوال دریافت کیا لیکن مہری نے کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ گھر کے تمام بڑے سب موجود تھے جب بابا جان نے مہری کو بلا کر خبر دی تھی۔

"ہم تمہاری رخصتی کر رہے ہیں"۔ مہرالنساء بالکل خاموش تھی' بڑوں کے آگے اس کی کبھی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ بدتمیزی کرتی یا کچھ کہتی' بس ضبط کیا تھا اپنے آنسوؤں پر۔

"مہرالنساء بیٹا! ہمارے خاندان میں طلاق کا نام نہیں ہے' نہ دی جاتی ہے نہ لی جاتی ہے اور مرد تو شادیاں کرتا رہتا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے"۔ بابا جان نہایت اطمینان سے بات کر رہے تھے' باقی سب لوگ خاموش تھے' مہرالنساء نے سب کی طرف نظریں گھمائی تھیں جیسے کوئی مدد طلب کر رہی ہو لیکن سب کے سب خاموش تھے' مہرالنساء کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اپنا انکار ان سب کے سامنے کس طرح پیش کرے۔

"بیٹا! ساری باتیں آپ نازنین پھپھو اور بی بی جان سے کریں' ٹھیک ہے' آپ کی رخصتی کی تاریخ جلد ہی رکھ دی جائے گی"۔ بابا جان مہری کو اس وقت بہت ہی بے رحم لگے۔

"مہرو! یہ کوئی بات ہے بھلا' رخصت نہیں ہونا کیا' مرد ذات شادیاں کرتی رہتی ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ویسے بھی اس کی بیوی اس کو چھوڑ کر جا چکی ہے ہمیشہ کے لیے' ایک سال بعد ہی وہ بیماری سے فوت ہو گئی' بہت پیارا بیٹا ہے آدم کا' بالکل چھوٹا آدم' آدم اسے ساتھ نہیں لایا ہے وہ نانا کے پاس ہے"۔ بی بی جان آرام سے بتا رہی تھیں اور مہری حیرانی سے تفصیل سن رہی تھی کہ بیٹا بھی موجود ہے یہ کوئی بات ہی نہیں ان سب کی نظروں میں' آدم کل بھی سرخرو تھا آج بھی' مہرالنساء کو شدید غصے نے آ گھیرا تھا۔

"لیکن اب تو اس کی ماں ہے تو میرے آدم کی بیوی ہے"۔ بی بی اسے گلے سے لگائے دلاسے دے رہی تھیں۔

"بی بی جان! یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ لوگ"۔ جھٹکے سے دور ہوئی تھی۔

"اس کی بیوی مر گئی ہے اور اب مجھے آدم کا بچہ سنبھالنے کے لیے اس سے شادی کرنی ہے' کتنا بڑا دھوکہ دیا آدم نے' آپ لوگوں کو کچھ نظر نہیں آتا کیا" مہری غصے سے بپھری ہوئی تھی۔

"بس بابا جان سے کہہ دیں مجھے آدم سے شادی نہیں کرنی"۔

"نازنین بیٹا! میں آرام آرام سے مہرالنساء کو سمجھاؤں گی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں' ٹھیک ہے"۔ بی بی جان نے اب تک خاموش بیٹھی ہوئی نازنین کو پکارا تھا۔ لیکن یہ بات غلط ثابت ہوئی تھی' مہرالنساء اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی' بابا جان بہت غصے میں تھے' سب کو معلوم ہو گیا تھا' سب آدم کی طرف تھے یہاں تک کہ بلال اور عمر بھی اُلٹا اسے سمجھانے آئے تھے۔ دو تین بار آدم سے آمنا سامنا ہوا تھا لیکن مہری اگنور کر کے گزر جاتی' بہت دکھ ہوا تھا مہری کو کہ وہ اس طرح پوز کرتا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو' آدم کی طرف سے بالکل خاموشی تھی اس کا کیس لڑنے والے بہت سے لوگ تھے۔

☆☆☆

رات کے گیارہ بج رہے تھے مہرالنساء کی

آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی' ٹی وی اور کتابیں بھی بُری لگ رہی تھیں تو کچن میں کافی بنانے چلی گئی کیونکہ سر میں درد سا محسوس ہو رہا تھا' کافی کا مگ لے کر جیسے ہی مڑی آدم کچن کے دروازے پر کھڑا تھا' مہرالنساء نے دیکھا اور کپ ہاتھ میں لیے اس کے پاس سے گزرنا چاہا تھا لیکن آدم بالکل سامنے آ گیا بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا دونوں کے درمیان' کافی بھی مگ سے چھلکتے چھلکتے بچی تھی' مہرالنساء نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں' آدم بغور پورے استحقاق سے نظریں گاڑے کھڑا تھا' پل بھر کو مہرالنساء نے نظریں اٹھائیں اور پھر جھکا لی تھیں۔

"راستہ دیں"۔ بدستور نظریں جھکائے وہ بولی۔ لیکن آدم جوں کا توں ہی کھڑا تھا بلکہ ایک ہاتھ مہرالنساء کے آگے رکھ دیا تھا جانے کا راستہ بالکل بند کر دیا' اس کی ڈھٹائی پر ایک جھٹکے سے مہرالنساء نے ہاتھ ہٹایا اور آدم کے پاس سے تیزی سے نکل گئی تھی۔

آدم نے اس کے اشتعال کو نوٹ کیا تھا' مہری اپنے فیصلے پر ڈٹی ہوئی تھی' بابا جان نے اب تک جواب طلبی کے لیے نہیں بلوایا تھا' ان کی طرف سے بھی خاموشی تھی' ایک دو بار اسی طرح آدم نے مہرالنساء سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا' مہری کچھ سننے کے لیے تیار نہ تھی۔

مہری نیم دراز بے دلی سے کوئی ناول پڑھ رہی تھی جب دروازہ ناک ہوا تھا' مہری نے سر اٹھا کر سب سے پہلے ٹائم دیکھا' اتنی رات کو کسی کو کیا کام پڑ گیا' ساڑھے بارہ بج رہے تھے' ایک بار پھر دوبارہ ناک ہونے کے بعد دروازہ کھل چکا تھا اور آدم اپنی تمام تر وجاہت اور خوشبوؤں سمیت اندر تھا' دروازہ مڑ کر لاک کیا تھا' مہری کا دل دھڑکا تھا انجانے خوف سے۔ آدم سیدھا چلتے ہوئے آ کر بیڈ کے سامنے صوفے پر بیٹھا' مہرالنساء کو دیکھا اور سگریٹ کو لائٹر دکھایا تھا' انداز نشست طویل لگ رہا تھا۔ مہرالنساء نے فوراً پاؤں سمیٹے اور دوپٹہ اچھی طرح شانوں پر پھیلایا اور ناول دوبارہ کھول لیا تھا حالانکہ پورا دھیان آدم کی طرف تھا' کمرے میں بالکل خاموشی طاری تھی' آدم تو ایسے بیٹھا تھا جیسے سگریٹ پینے مہری کے کمرے میں آیا ہو' ناگواری سے ناک سکیڑی تھی مہرالنساء نے۔

"کیوں پریشان کر رہی ہو سب کو؟" آخر بات کا آغاز ہو چکا تھا' مہرالنساء بدستور خاموش تھی۔

"تم غصہ دلا رہی ہو اور کچھ نہیں' بات کا جواب دو مہری"۔ آدم ناگواری اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

"کیوں انکار کر رہی ہو شادی سے؟" آدم ایسے انجان تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"اگر چاہتی ہو میں تمہارے کمرے سے جلد از جلد چلا جاؤں تو میری بات کا جواب دو"۔ آدم اطمینان سے بولا۔

"میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی اور نہیں کا مطلب نہیں ہوتا ہے"۔

"ٹھیک ہے یہ تمہارا فیصلہ ہے؟" آدم اٹھتے ہوئے بولا۔

"ہاں"۔ ہٹ دھرمی سے بولی۔

"تم نے اپنا فیصلہ سنا دیا اب میں فیصلہ کروں گا"۔ کہتے ہی آدم نکل چکا تھا' بیڈروم میں کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

☆☆☆

مہرالنساء روٹین کے مطابق یونیورسٹی جا رہی تھی' جب وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکلی ڈرائیور غائب تھا' ابھی مہرالنساء نے کال کرنے کے لیے موبائل نکالا ہی تھا کہ آدم کی بلیک لینڈ کروزر آ کر کھڑی ہو گئی' مہری کو سامنے آدم فرنٹ سیٹ پر سن گلاسز لگائے نظر آیا اور مہری کے جسم میں سنسنی سی دوڑی تھی' وہ گاڑی سے اُترا۔

"چلو"۔ آدم نے سامنے آتے ہوئے دھونس سے کہا تھا لہجے میں حکم تھا جیسے اسے لیے بغیر وہاں سے نہیں جائے گا۔

"میں تمہارے ساتھ......" باقی الفاظ منہ میں ہی تھے آدم نے مہرالنساء کی کلائی پکڑی اور دروازہ کھول کر آگے کیا۔

"بیٹھو گاڑی میں' میں زبردستی کرنا نہیں چاہتا"۔

"یہ زبردستی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟" کہتے ہی اپنی کلائی اوپر کی تھی جو آدم کے مضبوط ہاتھوں میں جکڑی ہوئی تھی' آدم نے جھٹکے سے مہری کی کلائی چھوڑی اور بغور دیکھنے لگا۔

"میں نہیں جا رہی تمہارے ساتھ"۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اور آگے بڑھی جانے کے لیے۔

"لگتا ہے تمہیں ایک بار کی ہوئی بات سمجھ میں نہیں آتی"۔ آدم نے جاتی ہوئی مہرالنساء کا ہاتھ پکڑا اور جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا' کتابیں ہاتھ سے گرتے گرتے بچی تھیں۔ مہرالنساء نے غصے سے آدم کی طرف دیکھا' وہ بے پرواہ لگ رہا تھا' غصے سے گاڑی کے اندر بٹھایا تھا اور دھاڑ سے دروازہ بند کیا تھا' اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہی آٹو میٹک لاک لگا لیا' دروازہ کھولنا بے سود تھا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے"۔ وہ چلائی۔

"میں بہت کچھ کر سکتا ہوں' خاص کر تمہارے ساتھ"۔ آخری الفاظ کہتے ہوئے اس کو بغور دیکھا تھا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی"۔

"بکواس نہیں سننا چاہتا میں"۔ آدم کا لہجہ بہت جنگ آمیز تھا۔

مہرالنساء تمام تر سوچوں سے جاگی تھی' کافی دیر سے زین کی آواز نہیں آ رہی تھی لیکن اب اس کے ہنسنے کی آواز آ رہی تھی' شاید اس کے پاپا آ گئے تھے مہری کا دماغ بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔

"یار اب تم اپنی مما سے دوستی کر لو"۔ آدم اسے زچ کر رہا تھا۔

"مما دوستی نہیں کرتیں' بات بھی نہیں کرتیں"۔ زین معصومیت سے بولا۔

"آپ اچھی مما نہیں لے کر آئے"۔ جیسے وہ اسے چینج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ آدم اس کی بات پر ہنسا تھا۔

"ہاں یار! واقعی یہ اچھی نہیں ہیں' نہ تمہارا خیال رکھتی ہیں نہ میرا' کیوں چینج کر لیں؟" اب آدم بھی مذاق میں مہری کو غصہ دلا رہا تھا۔

"چلو کچھ کھا لو ہمیں نکلنا ہے' میں نے نیا فلیٹ لیا ہے ڈیکوریٹ بھی کر لیا' بس اب وہاں پہنچنا ہے یہ جگہ شہر سے بہت دور ہے اور زین کے اسکول کا بھی مسئلہ ہے"۔ مہرالنساء خاموش تھی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو اور پھر وہ لوگ نئے فلیٹ میں شفٹ ہو گئے۔

مہرالنساء گیلری میں کھڑی آتی جاتی گاڑیوں اور روشنیوں کو دیکھ رہی تھی' دونوں باپ بیٹا کہیں گئے ہوئے تھے' مہرالنساء کے یہاں پر کپڑے نہیں تھے اور مسلسل چھ دنوں سے اس ایک ڈریس میں اب اسے الجھن ہو رہی تھی' نہ ہی آدم کو خود سے خیال آیا تھا اور نہ ہی مہرالنساء نے کہا تھا۔

مہرالنساء ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی اور ٹی وی دیکھ رہی تھی' تبھی دونوں باپ بیٹا آئے' ہاتھوں میں شاپنگ بیگز پکڑے ہوئے تھے آدم سیدھا مہرالنساء کے ساتھ آ کر صوفے پر بیٹھا تھا۔

"یار! دکھاؤ اپنی مما کو ہم نے کیا کیا شاپنگ کی ہے"۔ آدم زین سے مخاطب ہوا۔

"مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں"۔ مہری ناگواری سے بولی۔

"تمہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں لیکن جان میری تمہیں ان کپڑوں میں مسلسل ایک ہفتے سے دیکھ کر میری نفیس طبیعت مزید گوارا نہیں کر رہی تھی' اپنے اوپر نہ سہی ہم پر رحم کرو"۔ آدم کا لہجہ شرارت سے پُر تھا۔

مہرالنساء نے کوئی جواب نہیں دیا' زین اپنی کی ہوئی شاپنگ دیکھ رہا تھا اور دکھا بھی رہا تھا۔

پھر آدم جو گیا تو رات گئے واپس آیا' مہرالنساء ٹی وی لاؤنج کے صوفے پر لیٹی ہوئی تھی اور سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ آدم نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا' اپنا آپ چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن بے سود زین اور اس کی گورنس سونے جا چکے تھے' سیدھا لا کر بیڈ پر بٹھایا۔

"پلیز یار! خدا کے لیے یہ پوشاک اتار دو"۔ آدم عاجزانہ انداز میں بولا۔ مہری ہنوز خاموش تھی۔

"اتنا حق میں رکھتا ہوں' اگر تم نے کپڑے چینج نہ کیے تو میں زبردستی کر سکتا ہوں"۔ اس کا دماغ جھنجھنا اٹھا' رات کی خاموشی اس سے کچھ بھی بعید تھا' وہ فوراً اٹھی چپ چاپ ایک ڈریس لیا اور واش روم کی طرف بڑھی' آدم کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

"واؤ...... دھمکی کارگر ثابت ہوئی"۔ وہ جب باہر نکلی آدم نیم دراز تھا' ڈریسنگ ٹیبل تک آئی' لوشن ڈھونڈ کر نکالا تھا ہاتھوں اور پیروں پر لوشن لگایا پھر اٹھ کر صوفے پر جا کر بیٹھ گئی' آدم بغور اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا تھا۔ آدم اٹھ کر آیا اور اس کے قریب بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا لیکن اس نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔

"مہرالنساء! میں اپنے بیٹے کو کسی بھی کمی یا کسی انتشار کا شکار نہیں ہونے دوں گا' پلیز اپنا رویہ بے شک میرے ساتھ درست نہ رکھو لیکن میرے بیٹے کو ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دو' پلیز میری تم سے گزارش ہے' پیار و محبت کے لیے میں چاہوں تو بی جان کے پاس بھی چھوڑ آؤں وہ بہت بہترین پرورش کریں گی لیکن میں اسے تمہارے اور اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں' اپنے مزید آنے والے بچوں کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں"۔ وہ اس کی سنجیدگی دیکھ کر شرارت کر گیا تھا۔

"مسٹر آدم! تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے"۔ مہرالنساء بھڑکی۔

"میں کوئی صفائی نہیں پیش کروں گا اس بارے میں لیکن اتنا کہوں گا زین کی مما کے ساتھ میری کوئی کمٹمنٹ نہیں تھی' بس کسی سے کیا گیا وعدہ پورا کرنا پڑا' مجبوری تھی"۔ آدم نے مصالحت آمیز انداز میں بات کی۔

"ہوں...... مجبوری تھی' چاہو تو تیسری شادی بھی کر لو میں تمہیں اجازت دیتی ہوں لیکن میرا پیچھا چھوڑ دو اور مجھے گھر چھوڑ آؤ"۔

"یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ میں تم سے دستبردار ہو جاؤں گا' گھر چھوڑ کے آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور دوسری بات جب دوسری شادی تم سے پوچھ کر نہیں کی تو تیسری کیا پوچھ کر کروں گا"۔ آدم دھونس جماتے ہوئے بولا' اسے مہرالنساء پر غصہ آ رہا تھا' مہرالنساء کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے لگ رہا تھا کسی دوسرے شہر میں ہو' کوئی بھی ملنے نہیں آیا تھا۔ آدم صبح کو جاتا تو شام یا رات گئے واپسی ہوتی' زین کو ڈرائیور گورنس کے ساتھ اسکول چھوڑنے جاتا' پورا دن ہی بولائی بولائی پھرتی' زین بہت پیارا بچہ تھا' دل خود بخود اس کی طرف کھنچتا' اس نے پیار سے اپنی طرف مہری کی توجہ کھینچ لی تھی' ویسے بھی گھر خالی ہوتا' ایک زین ہی اس سے مخاطب ہوتا' چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا' فرمائشیں کرتا' آہستہ آہستہ دونوں ایک دوسرے سے اٹیچ ہو گئے تھے شاید دونوں کا کوئی نہ تھا مہری کے خیال میں۔

☆☆☆

رات کو دونوں باپ بیٹا تیار ہو کر باہر لاؤنج میں آئے تبھی آدم نے مہرالنساء کو آواز دی۔

"چلو گی مہری! ڈنر پر انوائیٹ ہیں ہم"۔ صرف پوچھا تھا۔ مہری نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"چلو یار! دیر ہو رہی ہے"۔ نک سک سے تیار وہ بیٹے سے کہنے لگا' دونوں کے آگے مہری کا حلیہ انتہائی رف تھا' دونوں جا چکے تھے' گھر میں خاموشی چھا گئی تھی'

مہری کو رونا آنے لگا وہ اٹھ کر بیڈ روم کی طرف بڑھی۔ پھر کیلی فون سیٹ گود میں رکھا اور فون ملایا' گھر پر نازنین پھپھو نے فون اٹھایا تھا' بیک گراؤنڈ میں بہت سی آوازیں آرہی تھیں جیسے بہت سارے لوگ جمع ہوں۔

"زین خیال سے گر جاؤ گے"۔ اتنے میں نازنین پھپھو نے کہا تھا' پھر فون پر ہیلو ہیلو کرنے لگیں' مہر النساء نے خاموشی سے فون رکھ دیا۔

"اچھا تو گھر میں ڈنر ہے' وہاں سب لوگ جمع ہیں' میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیوں کر رہے ہیں یہ سب لوگ' جس طرح میں ان کی زندگی میں کہیں ہوں ہی نہیں"۔

رات گئے آئے تھے دونوں۔ مہری' آدم کے روم میں نہیں تھی وہ زین کے روم میں صوفے پر نیم دراز تھی' اتنے میں آدم نے اندر جھانکا تھا۔

"اوہو...... یہ رہی تمہاری مما"۔ زین اور آدم اندر آگئے۔

"تم نے کچھ کھایا پیا بھی کہ نہیں' ہم تو ڈنر کر کے آ رہے ہیں"۔

"مما! آج میرے روم میں سوئیں گی آپ"۔ زین اپنے بیڈ پر لیٹ گیا تھا اور آدم خاموشی سے پلٹ گیا تھا اس کا آف موڈ دیکھ کر۔

............☆☆☆............

مہر النساء کو زین کے کمرے میں سونے سے منع کیا تھا آدم نے مگر وہ باز نہ آئی۔

"کیا سمجھانا چاہ رہی ہو' گھر کے نوکروں کے آگے تو عزت رہنے دو' کل تم سو گئیں چلو خیر لیکن روز روز تو نہیں چلے گا نا' نوکر بھی اسی کمرے میں سوتی ہے کیا سوچتی ہوگی' شوہر نے سڑیل مزاج کی وجہ سے بیوی کو کمرے سے نکالا ہوا ہے"۔ مہر النساء دروازے میں کھڑی تھی خاموش سی۔

"میری کسی بات کا جواب کیوں نہیں دیتی ہو' کس غرور میں رہتی ہو"۔ کہتے ہی ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور دھاڑ سے لات مار کر دروازہ بند کیا تھا۔

"کیا چاہتی ہو؟" سر پر کھڑا وہ پوچھ رہا تھا۔

"بتایا تو تھا تمہیں"۔ مہر النساء نے اطمینان سے جواب دیا۔

"ایک تھپڑ لگاؤں گا ہوش ٹھکانے آجائیں گے' یہ بکواس نہیں سننا چاہتا میں سمجھیں"۔ کہتے ہی زور سے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ مہر النساء نے غصے سے دیکھا' ہاتھ میں تکلیف ہونے لگ گئی تھی۔

"کیوں اپنی اور میری زندگی مشکل بنا رہی ہو' یہ زندگی سہل بھی تو ہو سکتی ہے"۔

"یہ زندگی میں نے نہیں تم نے مشکل بنائی ہے' سمجھے تم"۔

"ٹھیک ہے پھر کوئی فیصلہ ہونا چاہیے' تم اپنی ضد پر قائم رہو ٹھیک ہے لیکن میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا' یہ میری بات ذہن میں بٹھا لو"۔ کہتے ہی قریب آ گیا اور عجیب نظروں سے دیکھنے لگا' مہر النساء کا اطمینان غارت ہوا تھا۔

"میں تم سے دستبردار نہیں ہو سکتا' یہ خواب دیکھنا چھوڑ دو"۔ وہ بہت قریب تھا ہاتھوں سے اس کے بال پیچھے کیے' گالوں سے ہاتھ ہوتا ہوا انگلیوں نے ہونٹوں کو چھوا تھا اور مہر النساء نے ایک جھٹکے سے آدم کے ہاتھ کو ہٹایا تھا اور وہی ہاتھ بہت زور سے مہر النساء کے گال پر نشان چھوڑ چکا تھا' مہر النساء نے حیران ہو کر آدم کو دیکھا تھا جو اسے ہی گھور رہا تھا' مہری اس کے پاس سے تیزی سے اٹھی اور صوفے پر جا کر بیٹھ گئی' خاموشی سے آنسو گر رہے تھے۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا اور اب تمہارا دماغ درست کروں گا میں' سمجھتی کیا ہو اپنے آپ کو' غصہ صرف تمہیں ہی آتا ہے"۔ لائٹ آف کر کے اپنے بیڈ پر نیم دراز ہو چکا تھا' اندھیرے میں سگریٹ کا دھواں اور شعلہ نظر آیا تھا' پورے کمرے میں سگریٹ کی بو پھیل گئی تھی۔ دوسرے دن آدم بہت سیریس موڈ میں مہری اور زین کو گاڑی میں بٹھا کر گھر لے آیا تھا' اسے بتایا نہیں تھا اگر بتا دیتا تو مہری کبھی بھی اس کے ساتھ نہ آتی۔ سب لوگ جمع تھے' سب خوش بھی لگ رہے تھے جیسے کوئی خاص موقع ہو' وہ سب سے مل کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی' شکر کیا تھا اپنے کمرے میں آ کر اپنے وارڈروب سے کپڑے نکالے اور فریش ہونے چل دی' بہت اطمینان محسوس ہوا تھا اپنے کپڑوں میں جو اس کی مرضی کے مطابق ڈیزائن تھے۔

"اتنی رونق کا سبب نہیں پوچھو گی"۔ پھپھو' مہری کے قریب بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"آپ ہی بتا دیں"۔ مہر النساء بالوں کو سلجھا رہی تھی۔

"بھئی نازش (ان کی چھوٹی سے بڑی بیٹی) کی شادی طے ہو گئی ہے' جمعہ کو نکاح ہے اور اتوار کو رخصتی"۔ ان کے چہرے سے خوشی چھلک رہی تھی۔

"اب کیوں بتا رہی ہیں' نہ بتاتیں ابھی بھی"۔ جب بولی تو ناراضی جھلک ہی گئی۔

"ارے ہم تو کب سے آدم سے کہہ رہے تھے کہ مہری کو لے آؤ پر وہ نہ لایا اور جب تمہارے پاس آنے کا بولا تو منع کر دیا' اس میں ہمارا کیا قصور"۔ پھپھو صفائی دیتے ہوئے بولیں۔

"جس دن [illegible] بی بی جان نے تمہیں سب ڈنر پر انوائٹ تھے' تم تھوڑی نہ آ گئیں' آدم نے کہا اس نے منع کر دیا ہے"۔ مہر النساء کے سینے میں بھانبڑ جلنے لگے۔

"تم آدم کے کمرے میں چلو ویسے بھی اب وہ تمہارا کمرہ ہے"۔ غصہ تو بہت مہر النساء کو آیا تھا لیکن خاموش تھی' بحث فضول تھی' بہت سارے خاندان کے لوگ جمع تھے' پورا حیات ولا بھرا پڑا تھا۔ اپنا تولیہ اور بلینکٹ اٹھا کر آدم کے روم میں رکھ آئی تھی' آدم اور زین نیچے ہی تھے' شادی کی تیاریاں زور و شور پر تھیں' آدم بہت کم نظر آ رہا تھا' زین مہری کے پاس آ جاتا۔ بہت سارے مہمانوں کی وجہ سے دسترخوان زمین پر ہی لگ رہا تھا' مہری' زین کو اپنے ساتھ بٹھائے چاول کھلا رہی تھی' ساتھ ہی نازنین پھپھو بیٹھی ہوئی تھیں' سب ہی کھانے میں مصروف تھے' اتنے میں آدم بھی آ گیا اور سیدھا مہری کی طرف آیا۔

"پھپھو! زحمت تو ہوگی آپ کو تھوڑا سا آگے ہو جائیں تاکہ ہم اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکیں"۔ وہ شرارتی انداز میں مخاطب تھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں"۔ کہتے ہی پھپھو آگے ہو گئیں۔

"آدم! مہری کو شاپنگ کے لیے لے جانا' بی بی جان نے کہا ہے"۔ نازنین پھپھو نے اطلاع دی۔

"جی بالکل' فارغ ہو جاؤں تو لے جاؤں گا"۔ معمول کے مطابق نارمل لہجے میں جواب دیا۔

آدم روز رات کو آتا اپنے بیڈ روم میں تو زین اور مہری دونوں بیڈ پر پھیل کر اس طرح سوئے ہوتے کہ کوئی تیسرا بندہ بیٹھ بھی نہ سکے' یہ لوگ ڈسٹرب نہ ہوں اس لیے آدم صوفے پر ہی سو جاتا۔ آج آدم جلدی آ گیا تھا' مہری اور زین بلینکٹ میں تھے اور جاگ رہے تھے' مہری کوئی اسٹوری سنا رہی تھی' باقی لوگ (بڑے) لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ مہری کے بلیک نیلس کی کشن میں سفید دودھیا بازو نظر آ رہے تھے دوپٹہ ندارد' اپنے درمیان میں زین کے گرد بازو ڈالے لیٹی تھی' آدم انہیں دیکھ کر واش روم کی طرف بڑھا' زین بہت منہمک تھا اسٹوری سننے میں' وہ نہا کر نکلا اور بالوں میں برش کر رہا تھا' زین نے کوئی خاص گرمجوشی نہ دکھائی تھی کیونکہ آدم زیادہ تر باہر ہی ہوتا' قریب ہو کر زین کو پیار کیا تھا' کیونکہ مہری کی طرف جگہ خالی تھی اس لیے وہ مہری کے پاس ہی نیم دراز ہو گیا تھا' اس طرح کہ مہری درمیان میں تھی' تھوڑی دیر میں ہی زین سو گیا تھا۔

"مستو! زین کو الگ کمرے میں سلانے کی

عادت ڈالو یا پھر بی بی جان کے کمرے میں بھیج دیا کرو' اگر حالات بحال ہو گئے تو مشکل ہو جائے گی"۔ وہ اس کے کان کے قریب بہت دھیرے سے معنی خیز گفتگو کر رہا تھا۔

"میری بات سمجھ رہی ہو"۔ وہ پھر مخاطب ہوا' مہری پہلو بدل کر رہ گئی۔

"لگتا ہے زبان کہیں گروی رکھوا دی ہے تم نے"۔ آدم باز نہیں آ رہا تھا۔

"بہت تھکن ہو رہی ہے اگر تھکن اتارنے کا سامان کر دو......" مہری نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔

"میرا مطلب ہے چائے بنا کر لا دو ساتھ کوئی مچاف پلیز"۔ بات کو خوبصورتی سے پلٹ دیا۔

"پلیز اسٹاپ اٹ' فضول گوئی کرنے کی ضرورت نہیں' اگر میں چپ ہوں تو اس کا کوئی اور مطلب اخذ کرنے کی ضرورت نہیں' میں آپ کو نہیں جانتی اور نہ ہی آپ کی کچھ لگتی ہوں"۔ مہرالنساء پھٹ پڑی تھی۔

"جانتی تو تم مجھے اچھی طرح ہو اور رہی لگنے کی بات تو غصہ کرو گی اور ضد دلاؤ گی تو اچھا نہیں ہوگا' پھر رونا نہیں بیٹھ کر"۔ وہ بہت قریب تھا' آدم سے اسے خوف آنے لگا خاموشی سے اٹھی اور صوفے کی طرف جا کر سو گئی۔

..........☆☆☆..........

"مما! پاپا بلا رہے ہیں"۔ زین نے پیغام رسانی کی' مہری نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔

"آ رہی ہوں بیٹا!" جبکہ اٹھنے کا ارادہ قطعی نہ تھا لیکن بی بی جان کی نظروں کی وجہ سے اٹھنا پڑا۔

"جاؤ دیکھو کوئی کام ہوگا"۔ بی بی جان نے حکم جاری کر دیا۔

"اچھا اماں!" کہتے ہوئے بیزاری سے نکلی' سب لوگ مصروف تھے' گھر بھرا ہوا تھا' اتنے میں زین نظر آیا جو آدم کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔

"کہاں ہو یار! نظر ہی نہیں آ رہیں' ایسی بھی کیا مصروفیت کہ شوہر کے لیے بھی تمہارے پاس وقت نہیں' چلو"۔ آدم سیڑھیوں کے کنارے کھڑا تھا اوپر جانے کے لیے تیار۔

"کیوں ایسا کیا کام ہے' کپڑے آپ کے پریس کروا دیے اور کیا ہے' مجھے بہت سارے کام کرنے ہیں"۔ زین بچوں کی طرف بھاگ چکا تھا۔

"کبھی پیار سے بھی دیکھ لیا کرو"۔ وہ الجھن بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور واپس جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

"چلو تو سہی اوپر' اتنے مہمان آس پاس موجود ہیں مجھے مجبور نہ کرو کہ میں ہاتھ سے پکڑ کر یا بانہوں میں اٹھا کر لے جاؤں"۔ آدم کا انداز شرارتی تھا۔ وہ آگے آگے چلنے لگی مبادا وہ عمل نہ کر ڈالے' اپنے بیڈروم میں وہ آگے پیچھے داخل ہوئے تھے۔

"یہ کپڑے میں نہیں پہن رہا ہوں' تم دوسرے نکال دو جلدی پلیز لیکن پہلے ایک کپ چائے بنا کر لاؤ' خود بنا کر لانا' راتو کے ہاتھ بھجوانے کی ضرورت نہیں' میں نیچے بھی آ سکتا ہوں"۔ بیٹھا ہوا ہدایتیں جاری کر رہا تھا' شادی کا گھر تھا اس لیے خاموشی سے کام کرنے لگی۔

آج مہندی جانی تھی سب لوگ جا چکے تھے آدم نظر نہیں آیا تھا زین کو تیار کر کے مہری ساتھ لے گئی تھی' رات گئے فنکشن تھا' مہری بھی تمام کزنز کی فرمائش پر زین کو لے کر رک گئی تھی' آدم نے گھر میں انتظار کیا تھا' صبح ہی صبح مہری کو نازنین پھپھو آوازیں دے رہی تھیں۔

"مہری تمہارا فون ہے"۔ مہری کو معلوم تھا فون کس کا ہے۔

"ہیلو!"

"کس کی اجازت سے رات وہاں ٹھہریں؟" چھوٹتے ہی وہ شروع ہو چکا تھا۔

"آرام سے بات کریں"۔ فی الحال اطمینان تھا کہ فون سے باہر نہیں نکل سکتا' آج کل آدم سے وہ دور

بھاگتی تھی کیونکہ ڈر لگتا تھا اس سے' اس کی نظریں کچھ اور ہی پیغام دیتی نظر آتی تھیں۔

"نہ میرے پاس سیل ہے اور نہ آپ کا نمبر کہ آپ کو انفارم کرتی"۔

"تم...... کیا کہوں تمہیں' آج تم لوگ آؤ گے یا آج بھی نہیں آؤ گے؟" آدم کو ان کے بغیر اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"آئیں گے ہمارا گھر ہے ظاہری بات ہے میرے پاس ٹائم نہیں ہے خدا حافظ"۔ ابھی مہری جانے ہی لگی تھی کہ فون دوبارہ بجا' مہری نے فون اٹھایا۔

"میری بات ختم نہیں ہوئی ہے میڈم!" وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔

"لیکن میری بات ختم ہو گئی ہے"۔ کہتے ہی فون رکھ دیا۔

"زین تمہارا بیٹا ہے بقول تمہارے' اتنا اختیار نہیں کہ کہیں لے جا سکوں' دوغلا انسان' جہاں اس شخص کو اہمیت نہ دو وہیں تپنا شروع ہو جاتا ہے"۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔

بارات والے دن ایک بہت خوبصورت اور نازک سی لڑکی کو مہری نے دیکھا آدم کے ساتھ' بطور خاص زین کو بھی ملوایا آدم کی تو اس کے ساتھ مسکراہٹ دور ہی نہ ہو رہی تھی۔ رات گئے تک تقریب جاری تھی بارات آ گئی تھی اور رسمیں ہو رہی تھیں' مہری زین کو سلانے کمرے میں آ گئی تھی۔ اتنے میں آدم بھی داخل ہوا تھا کمرے میں۔

"میں جا رہا ہوں ذرا دیر ہو جائے گی' کوئی پوچھے تو کہنا کام سے گیا ہے' ٹھیک ہے"۔ اپنا والٹ چیک کر رہا تھا۔

"اتنی رات میں ایسا کیا کام ہے اور میں کوئی آپ کی سیکریٹری نہیں ہوں کہ پیغام رسانی کروں"۔ مہری جھلاتے ہوئے بولی۔

"تم چاہتی کیا ہو آخر؟" آدم چیخا۔

"رات فون پر بھی بدتمیزی کر رہی تھیں"۔

"آہستہ بولیں زین سو رہا ہے"۔ مہری نے ٹوکا۔

"تم مجھے میرے ہی چالوں سے مات دے رہی ہو"۔ آدم سر پر کھڑا تھا۔

"آپ کے ذہن کی اختراع ہے میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔ کہتے ہی مہری اٹھی' لائٹ آف کی اور باہر جانے کے لیے قدم بڑھائے' اندھیرے میں بلیو شیفون پر کام جھلمل کر رہا تھا' گجروں' پرفیوم اور میک اپ کی خوشبو آدم کو بہت قریب محسوس ہوئی' وہ اس کے پاس سے گزری تھی۔

"تم آخر کس بات پر ہو اور کیوں زین کو مجھ سے دور کر رہی ہو"۔ اندھیرے میں دونوں قریب کھڑے تھے۔

"جو بھی آپ سمجھ لیں' میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔ اس شان بے نیازی سے کہا کہ آدم کو تپ ہی لگ گئی آدم کا غصہ عروج پر پہنچ چکا تھا پہلے ہی وہ پریشان تھا۔

"کہاں جا رہی ہو؟" ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا تھا' ساری چوڑیاں کرچ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئیں۔

"کیا بدتمیزی ہے چھوڑو میرا ہاتھ"۔ تکلیف کی شدت محسوس ہوئی۔

"تم سمجھتی کیا ہو اپنے آپ کو"۔ آدم نے قریب ہو کر لمبا سانس لیا' اسے معلوم تھا آدم کی اس حرکت پر مہری کو بہت غصہ آتا ہے۔

"نہ چھوڑوں تو......" دوسری کلائی بھی بازوؤں کے قبضے میں تھی۔

"چھوڑنا پڑے گا' میں نے تمہیں کوئی ایسا حق نہیں دیا"۔ مہری چبا کر بولی۔

"تم سے میں نے حق مانگا کب ہے؟ جب چاہوں اپنا حق وصول کر سکتا ہوں تمہاری اجازت بہرحال مجھے درکار نہیں' سمجھیں"۔ ایک جھٹکے سے کہتے ہی آدم نے اسے چھوڑا تھا اور باہر نکل گیا۔

"شکر ہے گیا"۔ مہری تھوڑی دیر کے لیے اس کے

CamScanner

جارحانہ تیور دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

رات گئے تک رسمیں جاری تھیں' فوٹو سیشن ہو رہا تھا' چار بج چکے تھے اب تک آدم نہیں آیا تھا۔ مہری باہر لان کی طرف آئی اور چوکیدار کو بلایا۔

"بابا! آدم کب گئے تھے اور کونسی گاڑی میں؟"

"بی بی! آدم صاحب اپنی گاڑی میں گئے ہیں"۔

"کوئی ساتھ تھا؟" جملہ کریدتا ہوا تھا۔

"جی کوئی لڑکی تھی"۔

"اچھا ٹھیک ہے"۔ کہتے ہی مہری جانے کو مڑی۔

"اچھا اتنی رات کو یہ کام تھا آدم کو' وہی لڑکی ہو گی"۔ وہ سوچتی ہوئی اندر چلی آئی۔ پھر نجانے کب وہ آیا تھا' صبح ہونے پر مہری نے دیکھا گہری نیند میں صوفے پر سویا ہوا تھا' کپڑے چینج نہیں کیے تھے شاید تھک گیا تھا وہ زین کے ساتھ نیچے چلی آئی۔

شادی ختم ہو گئی تھی لیکن مہمان ٹھہرے ہوئے تھے آدم اسے کچھ پریشان سا نظر آیا۔

"آج زین کو شام میں تیار رکھنا ہمیں کہیں جانا ہے"۔ آدم اسے کمرے میں موجود دیکھ کر بولا۔

"میں نہیں جا سکتی' زین کو لے جانا"۔ اس نے صاف انکار کیا تھا۔

"تمہیں لے جانے کی کب بات کی' زین کو تیار رکھنا اسے لے جانا ہے"۔ مہری کو بہت سبکی محسوس ہوئی فوراً کمرے سے نکل کر جا چکی تھی اس نے زین کو پھر تیار کر دیا تھا' دونوں باپ بیٹا رات گئے واپس آئے تھے۔

☆☆☆

وہ چائے کا کپ لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو زین' آدم کی گود میں چڑھا بیٹھا تھا اور وہی لڑکی جو آدم کے ساتھ برات والے دن بھی بیٹھی ہوئی تھی' مہری نے ہلکی آواز میں سب کو سلام کیا اور کونے والے صوفے پر بیٹھ گئی' زین' آدم کے پاس سے اٹھ کر مہری کے پاس آ گیا۔

"یہ زین کی مما ہیں"۔ بی بی جان نے تعارف کروایا تھا۔

"خیر یہ زین کی مما تو نہیں' آدم کی وائف ہیں"۔ مہری نے حیرانی سے دیکھا تک چڑھی حسینہ کو۔

"لیکن اب بھی زین کی مما ہیں فار کائنڈ یور انفارمیشن"۔ آدم بھڑک کر بولا۔

"مہری! زین کو تیار کر دو یہ جا رہا ہے اپنی آنی کے ساتھ رہنے کے لیے"۔ آدم اب مہری سے مخاطب تھا۔

"میں نہیں جاؤں گا"۔ زین سب کے سامنے بولا' مہری' زین کو لے کر اوپر بڑھی' کافی کوشش کی تھی مہری نے مگر وہ تیار ہونے کے لیے راضی نہ تھا۔

"ایک بچہ تم سے تیار نہیں ہوا اتنی دیر میں"۔ آدم درشت لہجے میں بولا' موڈ آف لگ رہا تھا۔

"کیا کروں میں' آپ تیار کر دیں"۔ مہری نے جان چھڑائی۔ آدم آگے بڑھا وارڈ روب کھول کر زین کے کپڑے نکالے' ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کر دیا' زین باپ کے غصے کی وجہ سے خاموش تھا۔

"پاپا! میں نہیں جاؤں گا"۔ زین منمنایا۔

"بیٹا! ایک دن کی بات ہے"۔ اسے ٹی شرٹ پہناتے ہوئے بولا۔

"لیکن پاپا......"

"بس چپ' ایک دن اپنی آنی کے ساتھ رہ لو وہ اتنی دور سے آئی ہیں"۔

"مما! میں نہیں جا رہا' مجھے وہ اچھی نہیں لگتیں"۔ زین نے مہری سے مدد چاہی۔

"شٹ اپ زین! بہت بدتمیز ہو گئے ہو"۔

"جب بچہ نہیں جانا چاہ رہا تو کیوں زبردستی کر رہے ہو"۔ مہری آخرکار بول پڑی۔

"تم چپ رہو"۔ اسے بھی ڈانٹ دیا۔

"پاپا! میں نہیں جاؤں گا"۔

"خاموش ہو جاؤ' اب بولے تو ماروں گا"۔

"بچہ نہیں جانا چاہ رہا تو کیوں لے جا رہے ہو' آپ رہ آؤ ایک دن زین کی آنٹی کے ساتھ"۔ مہری

کو اس کا طرح مہنگا پڑا تھا ایک تھپڑ رسید ہو چکا تھا مہری کے نازک گال پر۔

"سوچ سمجھ کر بولا کرو"۔ آدم چبا چبا کر بولا۔ زین بھی روتا ہوا گیا تھا۔ اسے رات زین کے بغیر چین نہیں آ رہا تھا' وہ دونوں ایک دوسرے کے عادی ہو چکے تھے اب تک آدم بھی نہیں آیا تھا' مہری کی کھٹ پٹ کی آواز سے آنکھ کھلی تھی' آدم کچھ ڈھونڈ رہا تھا' جیب سے والٹ نکال کر کی چین اور موبائل نکال کر ٹیبل پر پھینکا تھا اور سگریٹ سلگائی تھی۔

"تم دوسروں کو بے چین کر کے خود چین سے رہ سکتے ہو"۔ مہری سوچ رہی تھی' آدم سگریٹ پیتے ہوئے ٹہل رہا تھا۔

☆☆☆

دوسرے دن بی بی جان مہری کو بتا رہی تھیں۔

"زین کی آنی ہے وہ' کینیڈا میں رہتی ہے اور زین سے ملنے اور اسے لینے آئی ہے کہ یہ میری مرحوم بہن کی نشانی ہے' اسی لیے آدم بہت پریشان ہے' وہ زین کو کسی صورت نہیں دینا چاہتا' اس کا والد خاور کا بزنس پارٹنر اور دوست بھی ہے انہوں نے خاور سے درخواست کی تھی کہ دانیہ (زین کی والدہ) کا نکاح آدم سے کر دیں وہ کینسر کی مریضہ ہے اور کبھی بھی اس دنیا سے جا سکتی ہے' وہی بات ہوئی آدم سے شادی کے ایک سال بعد وہ مر گئی' شادی سے پہلے آدم اور خاور نے تمہارے بابا جان سے مشورہ کیا تھا اور ان کی اجازت سے آدم نے شادی کی' سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ زین کے نانا خاور کے بہترین دوست ہیں اس لیے وہ اس کی درخواست رد نہ کر سکے' پھر آدم وہیں رہا' زین کے لیے گورنس رکھی ہوئی تھی' تمہارے بارے میں زین کو بتاتا رہا کہ تمہاری مما پاکستان میں ہیں' وہ بچہ تمہیں ہی اپنی ماں سمجھتا ہے۔ اب اس کی آنی کا کہنا ہے کہ میں کیس دائر کر دوں گی جبکہ زین کے نانا کا کہنا ہے کہ زین آدم کے پاس ہی رہے گی' وہ اپنی بیٹی کے فیصلے سے متفق نہیں"۔ رات زین کے بغیر چین نہیں آ رہا تھا اور اگر وہ آدم سے پوچھتی تو کبھی بھی پوری بات نہ بتاتا' اس کا ایک ہی جملہ ہوتا۔

"غیر ضروری باتیں مت پوچھا کرو"۔ رات تو جیسے تیسے کٹ گئی تھی اب مہری کو بے چینی نے آ گھیرا۔ اب بھی مہری دوسری بار کمرے میں آئی تھی لیکن آدم ہنوز سو رہا تھا۔ اتنے میں آدم کا موبائل وائبریٹ کرنے لگا شاید نیند میں دخل نہ ہو موبائل وائبریٹ پر لگایا ہوا تھا۔

"یہ اچھا موقع ہے آدم کو اٹھانے کا"۔ اس نے دل میں سوچا۔

"آدم! اٹھو تمہارا موبائل بج رہا ہے"۔ اور کہتے ہی سائلنٹ موڈ ہٹا دیا تھا۔

"کیا ہے ابھی صبح تو سویا ہوں' سونے دو موبائل آف کر دو اور پلیز تم بھی جاؤ کمرے سے' دوبارہ ڈسٹرب نہیں کرنا"۔ کہتے ہی دوسری جانب کروٹ لی۔

"اچھا یہ تو بتا دیں زین کب آئے گا؟" مہری نے فوراً اپنی بات پہنچائی۔

"سویا ہوا ہوں مرا نہیں کہ اٹھوں گا نہیں"۔ ناگواریت سے بولا۔

"مجھے بھی پتہ ہے تم سو رہے ہو' اتنی باتیں کر رہے ہو تو میری بات کا جواب بھی دے دو"۔ مہری مسلسل سر پر کھڑی تھی۔ آخر آدم اٹھ بیٹھا' بیڈ سے نیچے اترا اور مہری کا ہاتھ پکڑا' چند سیکنڈ میں مہری کمرے سے باہر کھڑی تھی اور وہ دروازہ لاک کر چکا تھا' مہری ہکا بکا کھڑی تھی۔

"جاہل ال مینرڈ انسان"۔ مہری بڑبڑائی۔

شام کو زین آ گیا تھا' مہری' زین کو لے کر بازار گئی ہوئی تھی' دونوں نے دل کھول کر شاپنگ کی تھی' اب آئسکریم پارلر میں بیٹھے آئسکریم سے لطف اندوز ہو رہے تھے' اتنے میں مہری کا موبائل بجا تھا۔

"ہیلو!"

"کہاں ہو؟" چھوٹتے ہی پوچھا۔

"کیوں؟"

"جو پوچھا ہے اس کا جواب دو"۔ آدم چیخا تھا۔

"جہاں بھی ہوں مزے میں ہوں"۔

"بکواس نہیں کرو"۔

"کیوں بتاؤں؟" اسے جلا کر مزا آ رہا تھا۔ آدم جھلایا تھا' بس نہیں چل رہا تھا فون سے نکل کر اس کا سر پھاڑ دے' اس کی حالت مہری سمجھ سکتی تھی۔

"دیکھو! تم میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ لیکن مجھے اپنے بیٹے کی فکر ہے' کہاں ہو اس وقت' میں زین کو لینے آ رہا ہوں"۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں مجھ سے کوئی سروکار نہیں' میں بہت پہلے جان گئی تھی' زین میرے ساتھ ہے کسی غیر کے ساتھ نہیں' اتنا چلانے اور رعب جمانے کی ضرورت نہیں"۔ مہری نے تفصیلی جواب دیا۔

"تم فضول باتوں کے بجائے یہ بتا دو کہاں ہو' میں پریشان ہو رہا ہوں"۔ لہجہ عاجزانہ تھا' بے قراری سے بھرپور۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔ کہتے ہی کال کاٹ دی۔ پھر دوبارہ موبائل بج اٹھا۔

"تمہارا باپ آئسکریم نہیں کھانے دے گا"۔ مہری بڑبڑائی۔ زین آئسکریم کھانے میں مصروف تھا مہری نے موبائل آف کر دیا تھا حالانکہ معلوم تھا کہ اس نے آدم کے غیض و غضب کو آواز دی ہے۔

شام کو دونوں گھر میں داخل ہوئے تھے' سب لاؤنج میں ہی نظر آ گئے' سب کچھ پریشان سے لگ رہے تھے آدم فوراً آگے بڑھا اور چھیننے کے انداز میں آدم نے زین کو مہری کے ہاتھوں سے بے دردی سے کھینچا اور دوسرا ہاتھ مہری کے نرم و نازک گال پر پڑ چکا تھا۔

"ال مینرڈ لڑکی ہو تم"۔ بی بی جان اور بابا جان بھی ادھر ہی دیکھ رہے تھے۔ مہری پہلے تو حیران ہوئی سب کے سامنے تھپڑ مارنے پر لیکن پھر مڑتے ہوئے آدم کا ہاتھ پکڑا تھا اور اپنی پوری جان لگا کر اپنی طرف گھمایا تھا۔

"کیوں اٹھایا ہے تم نے مجھ پر ہاتھ"۔ روتے ہوئے مہری پوچھ رہی تھی' آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"بابا جان! اس شخص سے جواب لیں آپ' کیوں بلاوجہ ہاتھ اٹھایا ہے' زین کے ساتھ ہی گئی تھی' آخر کس کے ساتھ دیکھ لیا جو اتنا آگ بگولا ہو رہا ہے"۔ مہری غصے کی انتہا پر تھی۔ آدم نے زین کا ہاتھ پکڑا اور اپنا آپ چھڑاتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھا' پوری طاقت صرف کی تھی مہری نے اسے اپنی طرف موڑتے ہوئے اور اس نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ چھڑایا تھا۔ مہری وہیں بیٹھ گئی تھی رونے کے لیے' بابا جان بھی چپ چاپ چلے گئے تھے' بی بی جان البتہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور مہری کو گلے لگا کر چپ کرانے لگیں۔ پھر وہ بھی اٹھ گئی اور سیدھا اپنے روم میں گئی جو آدم کے روم کے ساتھ ہی تھا۔ چہرہ گلابی ہو رہا تھا رونے کی وجہ سے' چائے کی طلب ہو رہی تھی لیکن نیچے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ دو بار نوری کھانے پر بلانے آئی تھی' مہری نے دروازہ ہی نہ کھولا۔

"نہیں کھانا کھانا' سب جائیں بھاڑ میں میری طرف سے"۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے جب دروازہ ناک ہوا تھا لیکن لاک لگا ہوا تھا' پھر آدم کی آواز آئی۔

"دروازہ کھولو"۔ مہری نے کوئی جواب نہ دیا' پھر دروازہ بجا کچھ دیر بعد زین کی آواز آئی۔

"مما! دروازہ کھولیں مجھے آپ کے ساتھ سونا ہے"۔ مہری بے اختیار اٹھی اور دروازہ کھول دیا' زین کھڑا تھا ساتھ میں آدم تھا' مہری نے ہاتھ پکڑ کر زین کو اندر کیا۔

"میں بھی آ جاؤں"۔ آدم شرارتاً پوچھ رہا تھا' مہری کو ایک آنکھ نہیں بھایا' فوراً زین کو اندر کیا اور دروازہ لاک کر دیا۔

............☆☆☆............

بی بی جان اور مہری خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔

"مہری بیٹا! آدم آج کل کچھ پریشان ہے"۔ تھوڑا ٹھہر کر وہ بولیں۔

"کل جو تمہارے ساتھ سلوک کیا وہ اسی پریشانی کا نتیجہ ہے"۔

"بہت پریشان ہے ساری پریشانی مجھ پر ہی نکلتی ہے"۔ مہری چائے پیتے ہوئے بڑبڑائی تھی۔

"آخر بی بی جان! وہ مجھ سے اپنی پریشانی شیئر کیوں نہیں کرتا"۔

"مہری بیٹا! تو اس کا خیال رکھ تھوڑا جھک تو وہ تجھ سے اپنی پریشانی بیان کرے گا"۔ بی بی جان کو بھی ان کے تعلقات کا اندازہ ہو گیا تھا' وہ زیرک خاتون تھیں۔

"اب کیوں پریشان ہے وہ؟" وہ جھلاتے ہوئے بولی۔

"زین کی خالہ کی وجہ سے"۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" بی بی جان نے اس کے چہرے کو جانچا۔

"یہی سوچ رہی ہوں' آدم کل اتنے غصے میں کیوں تھا' اسے زین کی وجہ سے دھڑکا تھا' بس آج کل احتیاط کی ضرورت ہے وہ کڈنیپ بھی کروا سکتے ہیں' زین کو' اثر و رسوخ والے لوگ ہیں"۔ بی بی جان تفصیل سے آگاہ کر رہی تھیں۔ مہری گہری سوچ میں چلی گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ مسئلہ گھمبیر ہے' رات میں بات کروں گی"۔ مہری سوچ رہی تھی۔

آدم رات گئے گھر آیا تھا اور اب سو رہا تھا' ہمت نہیں ہوئی تھی مہری کی کہ اسے نیند سے اٹھائے۔ دوسرے دن مہری' زین کو لے کر آدم کے کمرے میں آ گئی تھی' زین سو گیا تھا اور مہری آدم کا انتظار کر رہی تھی۔ کافی رات گئے آدم آیا تھا۔

"اوہو...... زہے نصیب آپ اور میرے کمرے میں"۔ کمرے میں داخل ہو کر مہری کو دیکھ کر بولا کیونکہ تھپڑ کے بعد سے مہری اپنے روم میں سو رہی تھی۔

"خیریت ایسے کیوں گھوریاں مار رہی ہو"۔ مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر بولا اور واش روم کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر میں بنا شرٹ کے ٹراؤزر میں برآمد ہوا' باہر آ کر الماری کھولی ٹی شرٹ پہنی صوفے پر بیٹھا اور سگریٹ سلگائی۔

"اگر ایک کپ چائے مل جائے' طبیعت پر گراں نہ گزرے تو"۔

"طنز کو چھوڑ کر سیدھے انداز میں بھی آپ بات کریں گے تو جواب مل جائے گا"۔ مہری اٹھتے ہوئے بولی' وہ زین کے ساتھ بیڈ پر نیم دراز تھی۔ تھوڑی دیر میں کپ لے کر حاضر تھی۔

"آج تو نیند نہیں آئے گی تمہارے ہاتھ کی چائے جو مل گئی"۔ مہری' آدم کے ساتھ ہی تھوڑا اس سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے' اتنے قریب بیٹھی ہو' اگر کاٹ لیا تو......" مسلسل تیر برسا رہا تھا۔

"چلو اب تم اتنا قریب آ ہی گئی ہو تو میرا بھی تھوڑا فرض بنتا ہے"۔ کہتے ہی آدم مہری کے قریب ہو کر دوسری طرف بازو دراز کر چکا تھا' مہری ہاتھ جھٹک کر اٹھ گئی تھی۔

"تم ہر بات کیوں چھپاتے ہو؟" کھڑی ہو کر آدم سے پوچھا۔

"نہیں میں نے اب تک دوسری شادی نہیں کی ہے"۔ وہ یہ بات مذاق میں اڑا رہا تھا۔

"تم چھپا جاتے ہوئے یہ تھوڑی دیکھتے ہو کہ اگلے کے چہرے پر کتنی کرب انگیز کیفیت ہے"۔ مہری نے ڈھکے چھپے ہوئے لفظوں میں بہت کچھ جتایا تھا۔

"یہ بات نہیں' انسان مجبور ہو جاتا ہے اکثر"۔ آدم اب سیریس تھا۔

"اسی لیے جاگ رہی تھیں"۔ آدم نے اس کے باز پرس کے حوالے سے کہا۔

"ہاں میں خوش گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ میرا انتظار

کیا جا رہا ہو اور تم میرے لیے جاگ رہی ہو"۔ آدم بغور اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا مہری خاموش تھی۔

"ویسے وہ دن کب آئے گا"۔ اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ یہ بتائیں زین کا کیا قصہ ہے؟" مہری نے زین سے متعلق بات شروع کی۔

"کوئی قصہ نہیں اب تو قصہ ختم"۔

"کیا مطلب؟" مہری نے اچنبھے سے پوچھا۔

"زین جا رہا ہے"۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"کیا......؟" وہ جہاں سے اٹھی تھی پھر دوبارہ بیٹھ گئی۔ آدم نے دوسری طرف ہاتھ رکھ دیا اب مہری آدم کی بانہوں میں مقید تھی۔

"میں مذاق کر رہا ہوں زین کہیں نہیں جا رہا اب مسئلہ حل ہو چکا ہے"۔

"میں اتنی دیر سے مذاق کر رہی ہوں جو آپ اتنی دیر سے غیر سنجیدہ باتیں کر رہے ہیں آپ کو کسی کی پریشانی سے کوئی سروکار نہیں"۔ مہری پھٹ پڑی تھی اور رونے لگی۔ آدم نے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ چہرے پر لگایا ہی تھا کہ مہری نے جھٹک دیا۔

"پلیز"۔ مہری ناگواری سے دوبارہ اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی۔

"کیوں تم میری گرل فرینڈ ہو جو تمہیں ہاتھ لگاتے ہوئے سوچوں یا تمہاری مرضی درکار ہو آفٹر آل تم میری بیوی ہو تمہیں چھونے کے لیے مجھے اجازت درکار نہیں مائی ڈیئر وائف!" ہاتھ کی ہتھیلیوں سے آنسو صاف کیے تھیں چہرے سے ہٹا کر پیچھے کیں اور پھر وہ ہاتھ بالوں سے ہوتا ہوا ہونٹوں تک آیا تھا مہری کی آنکھیں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔

مہری بیڈ کی سائیڈ پر بیٹھ گئی آدم بھی جا کر اس کے ساتھ بیٹھا اور اسے زبردستی اپنی طرف موڑا۔

"رحم نہیں آتا تمہیں اتنا تھکا ہوا آتا ہوں میں"۔

اس کا موڈ کس طرف چل پڑا تھا مہری نا سمجھ نہیں تھی مہری کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"رحم آپ کو نہیں آتا کیا سلوک روا رکھا آپ نے بلاوجہ ہاتھ اٹھایا"۔ اپنا آپ چھڑانے کی بھرپور کوشش کی جو بے سود تھی۔

"دیکھیں ہاتھ ہٹالیں میں چیخ ماردوں گی اور زین اٹھ جائے گا"۔ مہری اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش میں لگی تھی۔

"اوہو دھمکی......" آدم مزید قریب ہوا۔

"یہ دھمکی نہیں ہے"۔

"اچھا عمل کر ڈالو"۔ کہتے ہی آدم نے اس کے ہونٹوں پر سختی سے اپنا ہاتھ جما دیا اب آواز نکلنا ناممکن بات تھی قہقہہ مار کر آدم ہنسنے لگا۔ مہری کو لگا وہ اس کی بے بسی اور کمزوری پر ہنس رہا ہے یا یہ کہ وہ اب اس کی دھمکی پر عمل نہیں کر سکتی۔ ہنستے ہوئے آدم نے ہاتھ ہٹایا تھا۔

"اب بولو لیکن دھیرے سے یہ ہاتھ دوبارہ بھی تمہارا منہ بند کر سکتا ہے"۔ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لا کر بولا گرم سانسیں مہری کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔ مہری نے بہت مشکل سے جان چھڑائی اور بیڈ سے اٹھ گئی آدم اس کے اٹھتے ہی اس کی جگہ پر پھیل کر لیٹ گیا۔

"شکریہ کتنے دنوں سے بے آرام تھا آج اپنے بیڈ پر سوؤں گا"۔ کہتے ہی نیم دراز ہو گیا اور مہری کا دوپٹہ جو اس کے نیچے دبا ہوا تھا اٹھا کر خوشبو محسوس کی لمبا سانس لے کر اور مہری کی طرف اچھال دیا۔

"یہ شخص سمجھ سے بالاتر ہے"۔ بڑبڑائی کیوں کہ تھوڑی دیر میں وہ گہری نیند میں جا چکا تھا۔

............☆☆☆............

زین بی بی جان کے کمرے میں تھا آدم شام میں جلدی آیا تھا مہری کہیں جانے کے لیے تیار تھی جوتے پہن رہی تھی جب آدم کمرے میں داخل ہوا۔

"کہیں جا رہی ہو؟"

"جی"۔ مختصرا جواب دے کر ڈریسنگ ٹیبل سے چیزیں سمیٹیں۔

"زین کہاں ہے؟" اسے مصروف پا کر وہ مزید گویا ہوا۔

"بی بی جان کے پاس میں اور زین نازنین پھپھو کے گھر جا رہے ہیں"۔ وہ مصروف انداز میں بولی۔

"کیوں؟"

"کیوں کا کیا جواب؟" فوراً آدم کی طرف دیکھا اور متوجہ ہوئی تھی آدم گڑبڑا گیا۔

"یار! وہ میں کہہ رہا تھا کہ فی الحال سب کاموں سے فارغ ہوں اور آج کل کام کا برڈن بھی کم ہے کیوں نہ ہنی مون کے لیے نکلیں کیا کہتی ہو؟" وہ اس لاپرواہی سے بول رہا تھا جیسے حالات بہت سازگار ہوں مہری نے خاموشی سے آدم کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔

"جلدی آ جانا میں گھر پر ہی ہوں بلکہ جاؤ ہی نہیں"۔ آدم نے پیچھے سے کہا تھا مہری ان سنی کرتے ہوئے نیچے چلی گئی۔ آدم کی وجہ سے بی بی جان منع کر رہی تھیں لیکن مہری نے جا کر ہی دم لیا۔

"تھوڑی دیر میں آ جائیں گے بی بی جان!" مہری اور زین جا چکے تھے۔

............☆☆☆............

آج کل مہری نے دوبارہ یونیورسٹی جانا شروع کر دیا تھا جب بھی آفس سے آدم گھر میں کال کرتا تو معلوم ہوتا مہری یونیورسٹی میں ہے۔ ویسے بھی مہری نے آدم سے اس بارے میں پوچھا تک نہ تھا۔ آج آدم نے یونیورسٹی ٹائم پر مہری کے موبائل پر کال کی تھی مہری نے نمبر دیکھ کر کال کاٹ دی یونیورسٹی ٹائم پر اگر فارغ بھی ہوتی تو آدم کی کال ریسیو ہی نہ کرتی۔

ہفتے کی شام آدم جلد ہی آفس سے گھر آ گیا تھا پتہ چلا مہری گھر پر نہیں نازنین پھپھو کے گھر گئی ہوئی ہے۔

"یہ آج کل نازنین پھپھو سے کچھ زیادہ ہی محبت ہو گئی ہے"۔ آدم بڑبڑایا۔ غصے سے مہری کے موبائل پر کال کی وہ جتنی اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا اس کے قریب آنا چاہ رہا تھا وہ اتنی ہی دور بھاگ رہی تھی۔ مہری نازنین پھپھو کے ساتھ بیٹھی گپ شپ کر رہی تھی کہ آدم کی کال آ گئی ناچار کال اٹینڈ کرنی پڑی۔

"جی"۔ کال یس کرتے ہی کہا۔

"اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو تم کیا تکلیف ہے گھر میں کانٹے لگے ہوئے ہیں جو ٹکتی نہیں ہو"۔ آدم کو مہری پر شدید غصہ آ رہا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ ہفتے کو جلدی گھر آ جاتا ہے جب وہ جلدی گھر آتا تو مہری کہیں نہ کہیں جا رہی ہوتی رات کو آتا تو زین کے ساتھ سوئی ملتی۔

"نازنین پھپھو کے گھر ہوں"۔ نازنین پھپھو مہری کو ہی دیکھ رہی تھیں اسی لیے آرام سے بات کر رہی تھی۔

"گھر آ رہی ہو یا میں لینے آؤں؟" آدم فون پر گرجا تھا۔

"آ رہی ہوں آدھے گھنٹے میں"۔

"آدھے گھنٹے میں نہیں 5 منٹ میں نازنین پھپھو کا گھر یہیں سوسائٹی میں ہے سمجھیں"۔ ٹوں ٹوں کی آواز کان میں بجنے لگی۔

"وہ آدم تھے کہہ رہے تھے میں جلدی گھر آ گیا ہوں تم لوگ آ جاؤ گھر خالی خالی لگ رہا ہے"۔ مہری صفائی پیش کرنے لگی۔

"ہاں یہ بات تو ہے جب آدم تمہیں لے گیا تھا تب بھی گھر ایک دم خالی ہو گیا تھا پورے گھر میں بی بی جان بولائی بولائی پھرتی تھیں"۔ نازنین پھپھو پرانی باتیں بتانے لگیں۔

جب مہری گھر میں داخل ہوئی تو بی بی جان لاؤنج میں ہی مل گئیں زین اوپر کمرے کی طرف بھاگا تھا مہری تھوڑی دیر بی بی جان کے ساتھ بیٹھی پھر اوپر اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ زین اپنے پاپا کے

پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مہری نے چادر اتار کر وارڈ روب میں رکھی اور دوپٹے کے لیے نظر دوڑائی‘ جو صوفے پر نظر آیا اٹھا کر اوڑھا۔

”زین! تم نیچے چلو میں آتا ہوں پھر کچھ بنوا کر کھاتے ہیں“۔ مہری سمجھ گئی کہ اب آدم کو بات کرنی ہے اسی لیے زین کے جاتے ہی مہری بھی اٹھ گئی‘ سلیپر پہنے اور جانے کے لیے بڑھی‘ زین بھاگ کر جاچکا تھا۔

”تمہیں جانے کو تھوڑی کہا ہے“۔ کہتے ہی آدم نے مہری کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر بٹھالیا اپنے ساتھ۔

”کیوں بلوایا تھا آپ نے؟“ مارے باندھے پوچھا تھا۔

”تم یہ بتاؤ جب بھی تم یونیورسٹی میں ہوتی ہو موبائل کیوں نہیں اٹھاتیں؟“ بازپرس شروع ہو چکی تھی۔

”آپ کی کال کلاس کے دوران آتی ہے اس لیے میں نہیں اٹھاتی“۔ مہری نے جھوٹ گھڑا تھا۔

”جھوٹ بالکل سفید جھوٹ‘ جھوٹ بولتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی‘ نوکر نہیں ہوں جو تمہارے پیچھے پیچھے گھومتا رہوں“۔ لہجہ اچانک سخت ہو گیا تھا۔

”کس نے کہا ہے پیچھے پیچھے گھومنے کو‘ آپ اپنے رستے چلیں اور مجھے اپنے رستے چلنے دیں“۔

”ایسے نہیں چلے گا‘ اگر میں اپنی مرضی کرنے لگا ناں تمہاری طرح تو خود ہی پچھتاؤ گی کیونکہ میں تو اپنے رستے ہی چلوں گا“۔ اتنے میں زین بھاگا ہوا آیا تھا۔

”پاپا چلو ناں‘ مما آپ بھی آؤ ناں‘ بی بی جان بلا رہی ہیں“۔ مہری نے زین کا ہاتھ پکڑا اور چلتی بنی۔

............☆☆☆............

رات میں دونوں زین اور مہری کھانا کھا کر جب کمرے میں آئے تو آدم ٹی وی دیکھ رہا تھا‘ مہری اور زین بیڈ پر سوتے تھے۔ مہری نے آتے ہی بستر ٹھیک کیا‘ زین کے ساتھ نیم دراز ہو گئی‘ آدم گاہے بگاہے ان پر نظر ڈال رہا تھا‘ تھوڑی دیر میں زین سو چکا تھا مہری نے کوئی کتاب اٹھائی تھی اور ورق گردانی کرنے لگی۔

”ساتھ والا کمرہ سیٹ کردو زین کے لیے تاکہ اسے عادت ہو‘ کب تک صوفے پر سوؤں گا‘ تمہیں تو میرا خیال آئے گا ہی نہیں“۔ ایک نیا حکم صادر ہو چکا تھا۔

”کیسے سوئے گا‘ چھوٹا بچہ ہے ڈر جائے گا“۔

”میں سب سمجھ رہا ہوں تم کس وجہ سے بول رہی ہو‘ یہ بہت کمزور سہارا ہے‘ میرے بیٹے کے ذریعے اپنے آپ کو بچا رہی ہو یہ کب تک چلے گا“۔ وہ مہری کی طرف بغور دیکھ رہا تھا‘ وہ ہنوز خاموش تھی۔

”ایک کپ چائے بنا کر لے آؤ مہری!“ مہری کو دیکھ کر نیا حکم جاری کر دیا۔ مہری نیم دراز ہو چکی تھی۔

”مجھے سردی لگ رہی ہے‘ میں بلینکٹ سے باہر نہیں نکل سکتی“۔ نومبر کا آخر تھا‘ تھوڑی تھوڑی سردی شروع ہو گئی تھی‘ مہری کو تھوڑی زیادہ سردی بھی لگتی تھی جبکہ آدم اس موسم سے بے نیاز تھا مگر اس کا اصرار جاری تھا۔

ناچار مہری کو اٹھنا پڑا کیونکہ آدم چائے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ چکا تھا۔ چائے پٹخنے کے انداز میں آدم کے آگے رکھی اور جلدی سے بستر میں گھس گئی۔

”مہری! میری بات تم نے غور سے سن لی ناں‘ زین کا کمرہ الگ کر دو“۔ آدم پھر وہی بات شروع کر چکا تھا۔

”لیکن......“ مہری نے کہنا چاہا۔

”کوئی لیکن ورکن نہیں‘ سمجھیں تم‘ جتنی تمہیں رعایت دے رہا ہوں تم اتنا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو“۔

”لیکن زین الگ کمرے میں ڈرے گا“۔ پھر مہری نے کوشش کی۔

”تو بی بی جان کے ساتھ سلا دینا اور یہ کام تمہیں بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا‘ ہر بات تمہیں سمجھانی پڑتی ہے“۔ آدم جھلایا تھا۔

”اچھا ٹھیک ہے میں اپنے کمرے میں شفٹ ہو

جاتی ہوں اور زین بھی میرے ساتھ ہی سوئے گا‘ بی بی جان کو نہیں پتہ چلے گا“۔ مہری نے آخری ناکام کوشش کی۔

”تمہیں میں نے کہا ناں تمہارا مجھ سے بھاگنا فضول ہے“۔ مہری کے ہاتھوں میں پسینہ آ گیا جیسے وقت نزع ہو۔

”میں زین کی آڑ نہیں لے رہی‘ مجھے تم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی بھاگنے کی ضرورت ہے‘ بھاگ تو آپ گئے تھے پاکستان سے“۔ آج موقع مل ہی گیا تھا مہری کو تو کیسے گنواتی۔

”یہ غلط فہمی دل سے نکال دو کہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے میں تمہاری اجازت کا منتظر ہوں“۔ پوری توجہ آدم کی مہری کی طرف تھی۔ وہ سر جھٹکتی سو گئی اور آدم نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

............☆☆☆............

صبح یونیورسٹی میں 11 بجے کے قریب مہری کے موبائل اسکرین پر آدم کا نمبر جگمگا رہا تھا‘ یس کا آپشن پریس کیا تھا مہری نے آدم تھا۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ نیند میں ڈوبی آواز تھی‘ شاید ابھی سو کر اٹھا تھا‘ مہری نے اندازہ لگایا۔

”پیریڈ اٹینڈ کر کے آ رہی ہوں“۔ ناچار جواب دینا پڑا۔

”آ جاؤ ناں“۔ نیند میں ڈوبی آواز تھی۔

”جی“۔ حیرانی سے کہا۔

”نیچے جائیں اور بی بی جان سے ناشتہ بنوائیں‘ میں کیسے آ سکتی ہوں“۔

”واؤ امیزنگ تمہیں کیسے پتہ چلا میں ابھی اٹھا ہوں“۔ آدم کو موقع ملا تھا چھیڑنے کا۔

”جی نہیں ایسی بات نہیں آپ عموماً اسی وقت اٹھتے ہیں“۔ ناچاہتے ہوئے بھی صفائی پیش کرنی پڑی۔

”یونیورسٹی سے کتنے بجے نکلو گی؟“

”کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“ مہری نے فوراً پوچھا تھا‘ کہیں لینے نہ آ جائے۔

”جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو‘ مجھے تیار ہو کر آفس بھی جانا ہے“۔

”ایک بجے تک“۔ مہری کو ناچار جواب دینا پڑا۔

”ٹھیک ہے ایک بجے میں یونیورسٹی کے باہر ملوں گا“۔

”میں یونیورسٹی سے گھر ہی آؤں گی‘ آپ زحمت نہ کریں“۔

”مجھے بھی معلوم ہے‘ اس طرح کیوں ری ایکٹ کر رہی ہو‘ تمہارا ہسبینڈ ہوں تمہیں لینے آ سکتا ہوں“۔

”اوکے خدا حافظ“۔ کہتے ہی فون رکھ دیا تھا آدم نے۔

مہری ایک بج کر 15 منٹ پر باہر آئی‘ مہری کے ذہن سے ہی نکل گیا تھا کہ آدم لینے آئے گا۔ آدم بیزار سا گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا آنکھوں پر گلاسز لگے ہوئے تھے۔ مہری کو آتا دیکھ کر آدم نے فرنٹ سیٹ سنبھالی اور اندر سے دوسری طرف کا گیٹ وا کیا تھا‘ مہری کتابیں اور پرس سنبھالتی ہوئی بیٹھی تھی۔

”میں تمہیں لینے آیا ہوں پر گھر لے جانے کے لیے نہیں اور نہ ہی روزانہ لینے آؤں گا‘ مجھے کام تھا آج“۔

”تو مجھے گھر پر ہی آنا تھا ناں کہ کہیں اور جانا تھا“۔ وہ جھنجلا کر بولی۔

”اچھا بس کرو بات کی کھال کیوں نکال رہی ہو‘ میں باہر جا رہا ہوں 15 دنوں کے لیے“۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ مہری کے چہرے پر بھی گاہے بگاہے دیکھتا تاثرات جانچ رہا تھا۔

”مجھے کیوں بتا رہے ہیں میں نہیں روکنے والی“۔

”مجھے معلوم ہے تم مجھے روکنے والی نہیں ہو‘ اتنی اچھی امید بہرحال میں تم سے نہیں رکھ سکتا“۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ وہ بولی۔

”ریسٹورنٹ جا رہے ہیں لنچ کرنے“۔

CamScanner

"لنچ کریں گے آپ ایک بجے ابھی کچھ دیر پہلے تو ناشتہ کیا ہے"۔ مہری کا موڈ آف تھا۔

"چلو میں نہیں کروں گا تمہیں کرا دوں گا"۔

"جی شکریہ میں گھر جا کر لنچ کر لوں گی"۔ مہری کا منہ بن گیا۔

"دراصل میں نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں یہ گھر میں بھی ہو سکتی تھیں لیکن وہاں تم تحمل سے نہیں سنتیں اور یہاں تمہیں سننا ہی پڑیں گی"۔ مہری استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا ایسے بولو ناں کہ صفائی پیش کرو گے"۔ مہری نے نخوت سے کہا۔

"نہیں بالکل نہیں صرف ایک اسٹوری سناؤں گا یقین کرتی ہو تو ٹھیک ہے نہیں کرتی نہ کرو' تمہیں معلوم ہے میں جھوٹ نہیں بولتا' میں تمہارے ساتھ نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں"۔ آدم گاہے بگاہے مہری پر نظر ڈال رہا تھا۔

"اوہ...... مفاہمت"۔ مہری طنزیہ بولی۔

"چلو مفاہمت سمجھ لو اب زندگی تو گزارنی ہے' زندگی مجبوری کے ساتھ نہیں مرضی کے ساتھ بھی گزاری جا سکتی ہے"۔ آدم نے گاڑی ریسٹورنٹ کے آگے پارک کی اور مہری کے ساتھ اندر چلا گیا۔

بیٹھتے ہی آدم نے سگریٹ سلگایا تھا' مہری بالکل آدم کے مقابل بیٹھی تھی' آدم نے آہستہ آہستہ اپنی داستان شروع کی۔

"اسے تھیلیسیمیا تھا' ہر ماہ خون تبدیل کیا جاتا تھا' اس کے پاپا میرے پاپا کے بزنس پارٹنر تھے' انہوں نے مجھ سے ریکویسٹ کی اور میں ٹال نہیں سکا' ویسے بھی اس کی زندگی کی گارنٹی نہیں تھی اور اس کے پاپا اپنی بیٹی کی شادی کر کے اسے خوشی دینا چاہتے تھے"۔ آدم نے وقفہ لیا۔

"بس پھر زین آ گیا' میں نے تم سے نہیں پوچھا اس لیے کہ تم اجازت نہ دیتیں' تم انکار کر دیتیں' میرا دل شروع سے ہی تمہاری آماجگاہ ہے' تم میرے دل میں براجمان ہو' میرے دل پر صرف تمہاری حکومت ہے"۔ آدم بغور مہری کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اور تم بھی مجھے پسند کرتی تھیں اور میری پسند سے تم بھی بے خبر نہیں تھیں"۔

"جی نہیں جناب کی خوش فہمی ہے"۔ مہری کو اب آدم کی نظروں سے الجھن محسوس ہو رہی تھی' وہ پورے استحقاق سے دیکھ رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے سب باتیں مان لیتی ہوں لیکن تم نے مجھ پر ہاتھ کیوں اٹھایا تھا"۔ مہری کو اس کے ہاتھ اٹھانے پر غصہ تھا اب تک۔

"وہ تو تمہیں معلوم ہے میرا غصہ......" آدم بے پروائی سے بولا۔

"غصہ ختم کرنا ہو گا"۔ مہری فوراً ہٹ دھرمی سے بولی' ابھی منوانے کا وقت تھا۔

"آہستہ آہستہ کر لوں گا' تم مان لیا کرو شرافت سے بات تو یہ نوبت ہی نہ آئے"۔

"بس سارا قصور میرا ہی تو ہے"۔ مہری ناگواری سے بولی۔

"اچھا بس کرو ختم کرو' یہ بتاؤ دبئی چلو گی' کام بھی کر لوں گا اور ہنی مون بھی ہو جائے گا"۔ مہری نے گھورا تھا۔

"آئی مین تمہیں دبئی گھما دوں گا"۔

"نہیں مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ کہیں بھی"۔

"کیوں نہیں جانا؟" حیرانگی سے پوچھنے لگا۔

"اچھا زین کو بھی ساتھ لے کر جائیں گے"۔

"زین ساتھ جائے گا تو فائدہ کیا ہو گا"۔ آدم فوراً دوبدو بولا۔

"کیا مطلب......؟" سمجھتے ہوئے بھی مہری انجان بنی۔ آدم شرارت کی ہنسی ہنسنے لگا۔ مہری نے بھی ہنستے ہوئے سر جھکا لیا' آدم نے دل ہی دل میں اپنے رب کا شکریہ ادا کیا۔

..........☆☆☆..........